گر تازہ خواہی داشتن داغ ہائے سینہ را	گاہے گاہے بازخواں ایں قصۂ پارینہ را

تبلیغی ادارہ "دارالسعید" جسے الحمدللہ دس سال سے زائد عرصہ ہوگیا ہے کی بنیاد بھی حضرت قاضی صاحبؒ کی دعاؤں سے رکھی گئی تھی۔ "دارالسعید" کا سب سے پہلا تبلیغی سلسلہ "مسائل نماز" بھی حضرت قاضی صاحبؒ ہی کا مرتب کردہ ہے جسے الحمدللہ تعالیٰ وطن عزیز پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈیا کے اکثر مسلمانوں نے پسند فرمایا اور استفادہ فرمایا۔ یہ بھی حضرت قاضی صاحبؒ، حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب بزرگوارم مدظلہ العالی اور دوسرے اکابر علمائے ربانی کی خاص شفقت اور دعاؤں کا فیض ہے کہ اس تبلیغی سلسلہ کو نہ صرف وطن عزیز بلکہ بنگلہ دیش اور انڈیا کے بعض علمائے کرام نے بھی پسند فرمایا اور دعائیں دیں۔ حضرت قاضی صاحبؒ جب آزاد کشمیر کے تبلیغی دورے پر تشریف لے جاتے تو مجھے حکم فرماتے کہ "دارالسعید" سے تبلیغی لٹریچر مجھے آزاد کشمیر بھجوایا کرو تاکہ وہاں مسلمانوں کے استفادہ کے لیے تقسیم کیا جا سکے۔ ایک دفعہ حضرت آزاد کشمیر کے دورہ سے واپس تشریف لائے تو مجھے خوشخبری اور مبارک باد دی کہ "دارالسعید" کا شائع کردہ چارٹ "شناختی کارڈ بنوانا ضروری ہے مگر شناختی چہرہ بنانا بھی ضروری ہے" پڑھ کر متعدد مسلمانوں نے داڑھی رکھ لی۔ "دارالسعید" سے جب کبھی کسی نئے تبلیغی سلسلہ کی اشاعت کے لیے نیا مسودہ تیار کرتا تو اسے اصلاح اور دعاؤں کے لیے حضرت کی خدمت میں پیش کرتا۔ حضرت خوش ہوتے اور خوب خوب دعائیں دیتے۔

حضرت قاضی صاحبؒ نہ صرف وطن عزیز بلکہ عالم اسلام کے ایک جلیل القدر عالم دین تھے۔ حکومت کے دیندار طبقے بھی آپ کا حد درجہ احترام کیا کرتے۔ لیکن آپ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لیے کسی سے کوئی سوال نہ کیا نہ کوئی دنیوی مالی فائدہ اٹھایا۔ دینِ حق کی سربلندی کے لیے اپنی ورثہ میں ملی ہوئی زمین تک فروخت کر ڈالی لیکن اپنی ذات کے لیے ۵ مرلہ کا مکان تک نہ بنایا۔ آخر وقت تک بچوں کے مکان میں رہائش پذیر رہے۔ آپ چاہتے تو بڑی آسانی سے اسلام آباد کے پلاٹ اور جائیداد حاصل کر سکتے تھے لیکن اس مرد قلندر، اللہ کے اس ولی کامل کے سامنے تو دنیا کا حصول تھا ہی نہیں بلکہ اسلام کی سربلندی کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دینا ہی مقصدِ زندگی تھا۔ حضرت کی نمازِ جنازہ اور تدفین کے بعد جب میں مغرب کے قریب "دارالسعید" میں آیا تو باہر سڑک پر ایک گاڑی آکھڑی ہوئی۔ اس میں سے ایک صاحب باہر تشریف لائے جو آزاد کشمیر سے حضرتؒ کی رحلت کا سن کر آئے تھے۔ مجھ سے حضرتؒ کے گھر کا پتہ پوچھا اور تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھ گئے۔ باتوں باتوں میں انہوں نے فرمایا کہ عجیب پیر تھا جو لوگوں سے کچھ لینے کی بجائے خود دیا کرتا تھا۔

اپنی سخت علالت کے دوران بھی وہ قال اللہ وقال الرسولؐ کی صدا بلند کرنے کے لیے دور دراز تشریف لے جاتے۔ انہیں اپنی بیماری یا جان تک کی پرواہ نہ ہوتی۔ ہماری مدنی مسجد حویلیاں میں میری درخواست پر گاہے گاہے تشریف لاتے۔ مسجد کی افتتاحی تقریب میں علالت کے باوجود تشریف لائے۔ رمضان المبارک میں ختم قرآن مجید کی تقریب میں سہارے کے بل تشریف لائے۔ مجھے ان کی علالت کے پیش نظر یہ توقع بھی نہ تھی کہ وہ دعا فرمائیں گے لیکن آپ نے ایک گھنٹے سے بھی زیادہ بیان فرمایا۔

حضرت دینی علوم کا ایک سمندر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خطاب کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ عالم باعمل ہونے کی وجہ سے ان کی تقاریر میں جادو کا اثر تھا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی میں گروہی اور فروعی اختلافات کو اچھال کر مسلمانوں میں تفرقہ نہ ڈالا بلکہ اس طرح تفرقہ ڈالنے والوں کا وہ ہمیشہ رد فرماتے اور اسے مسلمانوں کے لیے زہر قاتل قرار دیتے۔ ان کی تقاریر/ بیانات ہمیشہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا کا آئینہ دار ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں میں حضرتؒ کا حد درجہ احترام کیا جاتا۔ حضرت تبلیغی جماعت کے طرز تبلیغ سے بہت خوش ہوتے اور مسلمانوں کو حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے اس عظیم مشن پر عمل پیرا ہونے کی نصیحت فرماتے۔ جب کبھی کوئی تبلیغی جماعت مسجد میں آتی حضرت خصوصی طور پر ان سے ملتے، دعائیں دیتے۔

جب کبھی حق و باطل کا معرکہ پیش آتا تو حضرت شیر کی طرح میدان میں آتے اور اس راہ میں انہیں اپنی جان تک کی پرواہ نہ ہوتی۔ تحفظ ختم نبوت کا مسئلہ ہوتا یا تحفظ ناموس صحابہؓ / صحابیاتؓ کا، حق و باطل کے کسی بھی معرکے میں آپ کبھی پیچھے نہ رہے اور علاقہ کے مسلمانوں کی ہمیشہ قیادت اور صحیح راہنمائی فرمائی۔ بعض نازک ترین موقعوں پر بھی توڑ پھوڑ اور کسی بھی انسان یا اس کی جائیداد کو نقصان پہنچانے کی ہمیشہ سختی سے مخالفت کی۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ کے دوران جب آپ ایک جلوس کی قیادت فرما رہے تھے تو حاضرین میں سے کسی نے مخالفین کے لیے غیر شرعی الفاظ استعمال کرتے ہوئے نعرہ لگایا تو آپؒ نے مجھے حکم دیا کہ اس منہ کو فوراً بند کرو۔ مخالف خواہ کچھ بھی کریں، ہم وہ کام کرنے کو ہرگز تیار نہیں جس سے ہمیں ہمارے نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما رکھا ہو۔

مرکزی جامع مسجد حویلیاں کی وسیع و عریض عمارت اور دینی مدرسہ بھی حضرت ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ قاضی صاحبؒ نے جب بھی مسجد کی تعمیر/ توسیع یا کسی قسم کی ضروریات کے لیے شہریوں سے اپیل کی تو شہریوں نے فوراً لبیک کہتے ہوئے ضرورت سے بھی زیادہ حصہ لیا۔ علاقہ بھر کے عوام حضرت کا بہت احترام کرتے تھے۔ ان کی عظیم دینی خدمات کے پیش نظر ان کی رحلت پر شہر کے معززین نے ان کے اعزاز کے طور پر ان کی قبر بھی مرکزی جامع مسجد حویلیاں سے ملحقہ جگہ پر بنائی۔ کچھ عرصہ قبل اللہ کے ایک بڑے ولی کامل، ممتاز عالم دین اور مفسر

خاص طور پر حضرت کی قبر پر تشریف لائے تو انہوں نے مجھ گنہگار کو تبلایا کہ قاضی صاحبؒ کی قبر پُر انوار معلوم ہوتی ہے۔ اللھم زد فزد۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دور دراز مقامات پر جاکر راضی نامے کرائے اور بے شمار خاندانوں کو نسل در نسل عداوت سے بچایا۔ اتحادِ اُمّت کے عظیم مقصد کی خاطر آپ نے وطن عزیز کے دیگر علماءِ کرام کے ہمراہ اسلام آباد سے بغداد اور بغداد سے حرمین الشریفین کا سفر اختیار فرمایا۔

بے شمار دکھوں کے مارے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اپنے اپنے دُکھڑے سناتے۔ حضرتؒ نے کبھی بھی کسی سے اکتاہٹ کا مظاہرہ نہ فرمایا۔ ٹھنڈے دل سے ہر ایک کی بات سُنتے۔ بہترین مشورے دیتے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ حکمت سے بہترین نسخے تجویز فرماتے اور جب کوئی دُکھوں کا مارا واپس لوٹتا تو وہ اپنا بوجھ بالکل ہلکا محسوس کرتا۔ گنہگار خود کسی مسئلہ کے حل کے لیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضرت ایسی دل جوئی فرماتے کہ مسئلہ مسئلہ نہ رہتا۔ الحمد للہ تعالیٰ ۱۹۷۳ء میں مکۃ المکرمہ میں حج بیت اللہ کی سعادت کے دوران حرم شریف میں بھی حضرت قاضی صاحبؒ، حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی اور حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی بزرگوارم مدظلہم کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت کی شفقت محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ سے ہر ملاقاتی عقیدت مند یہی سمجھتا کہ آپ کو سب سے زیادہ مجھ سے محبت ہے۔ ہزارہ ڈویژن کے معروف صحافی جناب ایم۔ ڈی۔ کے حضرت سے عقیدت کی بنا پر روزانہ علی الصبح اخبارات لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور گھنٹوں حضرت کی خدمت میں بیٹھے رہتے۔ حضرت ان پر خوب شفقت فرماتے۔ جناب ایم۔ ڈی۔ کے مجھ سے اپنی اس سعادت کا ذکر فرماتے کہ قاضی صاحب مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں تو میں ان سے کہتا کہ نہیں مجھ پر زیادہ شفیق ہیں اور اس کا فیصلہ ہم آج تک نہ کر سکے بلکہ میرا خیال ہے کہ ان کے لاکھوں عقیدت مندوں میں سے ہر ایک یہی سمجھتا ہے کہ آپ مجھ پر سب سے زیادہ شفیق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت کی رحلت پر جمعۃ المبارک کے دن ہزارہ ڈویژن اور قرب وجوار کی پوری تاریخ میں کسی نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے وقت اتنا بڑا اجتماع نہ ہوا جتنا حضرت کے جنازے میں تھا اور اس نمازِ جنازہ میں سینکڑوں اولیائے کرام نے بھی شرکت فرمائی ؎

ہے رشک اک جہاں کو جوہر کی موت پر
یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے